# حقائق

مُصنّفہ

فاضل اجل عالم باعمل جناب مولانا السیّد محمد عوض صاحب قبلہ

حسب فرمائش

جناب مولوی سیّد عابد علی صاحب مرحوم ایڈوکیٹ الٰہ آباد

---

۱۹۳۱ء

مطبوعہ برکات اکبر پریس الٰہ آباد
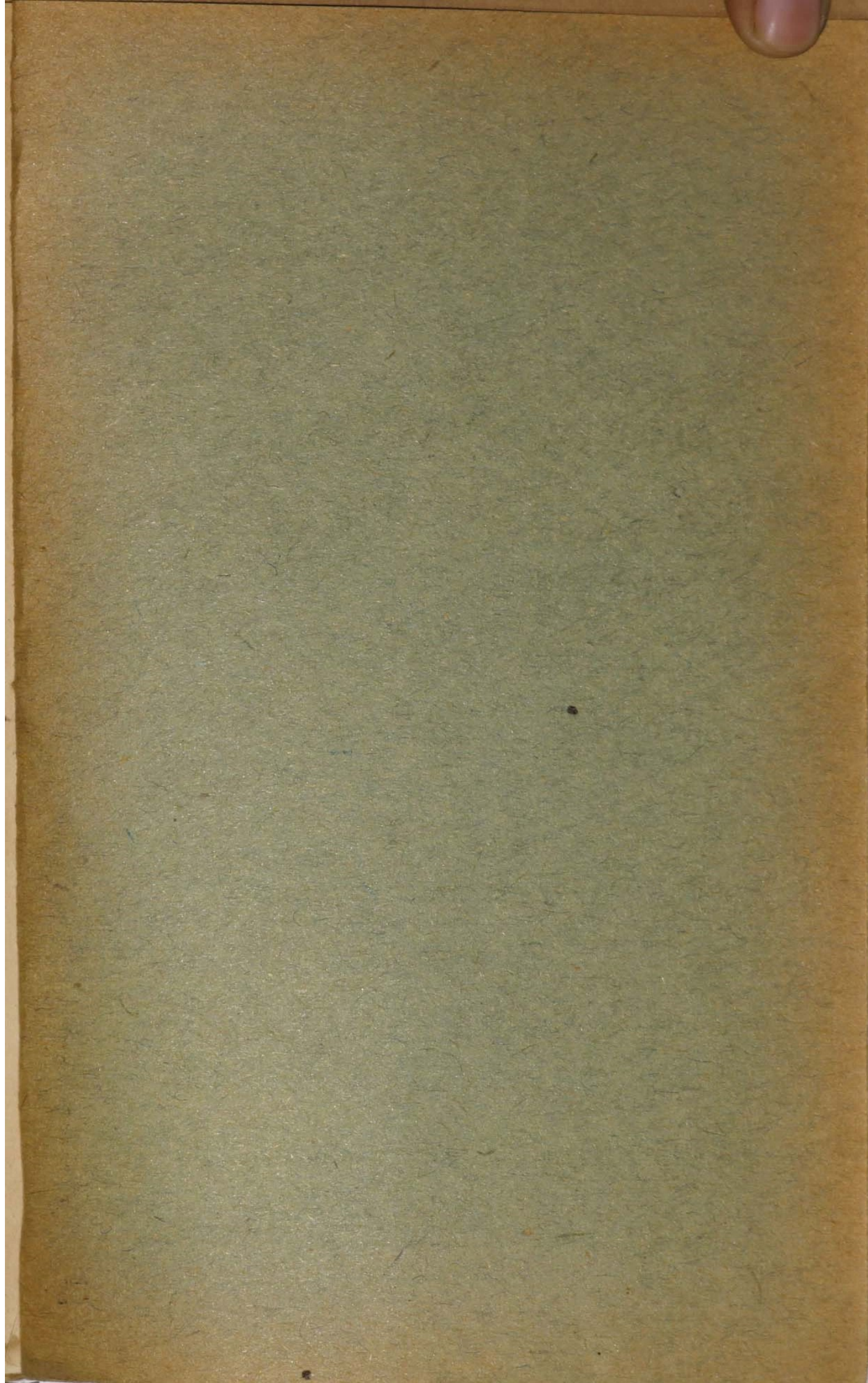
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنبیاء والمرسلین محمّد وآلہ الطیبین الطاہرین اما بعد فقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المبین وفرقانہ المستبین لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلاً عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ

ترجمہ - اللہ کو غافل مت سمجھو اوس سے جو ظالمین کرتے ہیں بس اوس دن تک کی مہلت دیتا ہے جس میں آنکھیں خیرگی کرتی ہونگی (قیامت)

## توجیہات لفظیّہ

(۱) اللہ تعالےٰ ظالموں کے عمل سے غافل نہیں ہے جیساکہ فرماتا ہے لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلاً عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ -

(۲) ظالموں کی سزا فوری نہیں کرتا بلکہ اونکو روز قیامت کی مہلت دیتا ہے جیساکہ فرماتا ہے اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ -

(۳) دنیا دار العمل ہے دار جزا نہیں ہے جیساکہ اس قول امیر المومنین علیہ السلام سے ظاہر ہوتا ہے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ترجمہ دُنیا آخرت

کے لئے کھیتی ہے انتہیٰ اور دار جزا روز قیامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مفہوم ہوتا ہے إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ۔

(۴) اگر خداوند عالم دنیا میں کسی ظالم کو سزا نہ دے تو اس سے مظلوم کی بے قدری خدا کے نزدیک نہ سمجھی جائے گی کیونکہ دنیا دار جزا نہیں ہے۔

(۵) ظالموں کو سزا ضرور ملیگی مگر قیامت میں۔ کیونکہ خدا کا عمل ظالمین سے غافل نہ ہونا اور اونکو روز قیامت تک کی مہلت دینا اسکے معنی یہی ہیں کہ روز قیامت اونکو سزا دیگا۔

اسکے متعلق چند سوالات ہیں جو عام طور پر لوگ کرتے ہیں یہاں اونکے جوابات محققانہ دئے جاتے ہیں۔

**سوال اول** - ظالم جو کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہے دو حالت سے خالی نہیں یا علم خدا میں گذرا ہے کہ فلاں ظالم فلاں شخص پر یہ ظلم کریگا یا نہیں گذرا۔ پس اگر گذرا ہے تو ظالم کا کیا قصور اوسنے تو مطابق علم خدا کے عمل کیا۔ اور اگر نہیں گذرا تو خدا کا اوس سے جاہل ہونا لازم آتا ہے۔ اور یہ محال ہے کیونکہ خدا کو علم جملہ ماکان و مایکون کا ہے۔

**سوال دوم** جو کچھ علم خدا میں گذرا ہو بندہ اُسکے خلاف عمل کرنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر قادر ہے تو جب واقع کریگا تو خدا کا جہل لازم آئیگا۔

اور اگر قادر نہیں ہے تو ظالم پر ظلم کا عقاب کیوں ہو۔ اسلئے کہ جزا و سزا فعل اختیاری پر ہوتی ہے نہ اضطراری پر۔

**سوال سوم**۔ امام حسین نے روز ازل وعدہ کرلیا تھا کہ میں شہید ہونگا تو پھر اگر یزید نے اونکو شہید کیا تو اوسکا کیا قصور جو جہنم میں ڈالا جائے کیونکہ امام حسین نے بخوشی شہادت کو گوارا فرمایا اون پر جبر و ظلم نہیں کیا گیا۔

**سوال چہارم**۔ امام حسین کا شہید ہونا علم خدا میں گذرا تھا یا نہیں اگر کہا جائے کہ نہیں گذرا تھا تو خدا کا جہل لازم آتا ہے۔ اور کہا جائے کہ گذرا تھا تو علم خدا اخلاف واقع تو ہو نہیں سکتا اگر یزید قتل نہ کرتا تو اور کوئی قتل کرتا پھر یزید پر الزام کیا ہے کیونکہ بوجہ عدم جواز مخالفت علم خدا کے عن الواقع کوئی نہ کوئی ضرور قتل کرتا پس یزید نے تو وہ کام کیا جسکا واقع ہونا ضروری تھا۔

## جوابات

ان سوالات کے موقوف ہیں چند مقدمات کی تمہید پر۔

**مقدمۂ اولیٰ**۔ شریعت محمدیہ ظاہریہ ہے۔ نہ باطنیہ۔ پس اوسکے جملہ احکام کی بنا ظاہر پر ہوگی۔ باطن پر نہیں۔

**مقدمۂ ثانیہ**۔ اُمّت محمدیہ شریعت ظاہریہ کی مکلّف ہے شریعت باطنیہ کی نہیں مثل شریعت حضرت خضر علیہ السلام کے پس اگر اس اُمّت سے کوئی شخص آیات محکمات قرآنیہ یا احادیث مسلّمہ

نبویّہ کی بظاہر بظاہر مخالفت کریگا تو وہ موافق اس شریعت کے عاصی و
مجرم وخطاوار ومستحق مذمت فی الدنیا وعقاب اخروی قرار دیا جائیگا۔
مقدمہ ثالثہ۔ بندہ اُسکا مکلّف ہے جو خداوند عالم نے قرآن
میں یا رسول اللہ نے اوامر ونواہی بیان فرمائے ہیں۔ علم خدا یا علم رسول
یا اپنے علم غیب کا مُکلّف نہیں ہے۔ کیونکہ علم خُدا یا علم رسول اسکے قدرت
واختیار سے باہر ہے۔ اوسکا مکلّف ہونا تکلیف مالایطاق ہے اور باقی رہا
اسکا علم پس اگر وہ مطابق ہے اوامر ونواہی خدا ورسول کے تو وہ
درحقیقت اسکا علم نہیں ہے بلکہ محض مطابق ہے۔ اور اگر وہ خلاف
اوامر ونواہی خدا ورسول ہے تو وہ ہرگز مدار تکلیف نہیں ہے کیونکہ خدا
ورسول اللہ نے جسپر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے اوسکے خلاف اور اوسکا غیر ہے۔
مقدّمۂ رابعہ۔ بندہ کو خداوند عالم نے اُن افعال پر جنکا مکلّف
کیا ہے قادر ومختار بنایا ہے ورنہ تکلیف مالایطاق (اوسکا حکم کرنا جسکی
وہ طاقت نہ رکھتا ہو) لازم آتی۔
مقدّمہ خامسہ۔ علم خدا میں کسی شے کا گذرنا بندہ کے کسی
فعل میں مداخلت نہیں رکھتا۔ اور اُسکے کسی ارادہ وفعل کی مزاحمت
نہیں کرتا اور اوسکی قدرت واختیار کو سلب نہیں کرتا۔ کیونکہ بندہ
کے فعل کو خدا کے علم سے کوئی علاقہ نہیں ہے اوس نے اپنے اس علم کی

بندہ کو خبر نہیں دی اور نہ اوسکو اسکا مکلّف قرار دیا اور نہ اوسکو اس علم
سے مجبور کیا ورنہ مکلف محل امتحان میں نہ رہتا۔ حالانکہ دنیا دار امتحان ہے۔

مقدمہ سادسہ۔ کسی کے عاصی و مجرم و قصوروار و مستحق مذمت و
عقاب ہونے کا معیار اپنی تکلیف کی مخالفت اور ممتثل۔ و مطیع۔ و فرمانبردار
و مستحق مدح و ثواب ہونے کا معیار امتثال اوامر و نواہی الٰہیہ ہے۔
کیونکہ اپنی تکلیف ہی کا محکوم اور مخالفت اوامر و نواہی الٰہیہ سے ممنوع ہے۔

مقدمہ سابعہ۔ علم خدا بندہ کے کسی فعل کا ارادی باعث نہیں
ہوتا کیونکہ بندہ کو علم خدا کا علم نہیں ہوتا۔ اور باعثِ فعل کا علم فاعل
کے لئے ضروری ہے ورنہ یہ فعل بدوں ارادہ ہوگا جو درحقیقت اسکا
فعل کیے جانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اگر کسی بندہ کو کسی نبی سے
علم خدا کا علم ہو جاوے تو بھی وہ علم درحقیقت اس فعل کا باعث نہیں
ہوتا کیونکہ یہ دو حالت سے خالی نہیں یا مطابق ہے اون اوامر و نواہی
کے کہ یہ بندہ اون کا مکلّف ہے یا اونکے خلاف ہے پس اس فعل کا
باعث یا اپنی تکلیف کا ادا کرنا ہے یا اوسکی مخالفت و تکمیل خواہش
نفسانی ہے اور علم خدا کا باعث کہنا محض دروغگوئی و نفاق ہے کیونکہ
علم خدا کی موافقت کا باعث یا تحصیل ثواب ہے یا تکمیل خواہش نفسانی
پس اگر تحصیل ثواب ہے تو اوسکی حاجت نہیں محض مطابقت اوامر و نواہی

اسکے لئے کافی ہے اور اگر تکمیل خواہش نفسانی ہے تو کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اس موافقت سے ثواب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ثواب تعمیل حکم میں ہے نہ تکمیل خواہش نفسانی میں۔ اور حکم اس کے خلاف ہے۔ بلکہ بندہ کا فعل آئندہ علم خدا میں گذرنے کا باعث ہوتا ہے اسلئے کہ اوسکو علم ماکان و مایکون ہر شے کا حاصل ہے۔

**مقدمہ ثامنہ**۔ کسی فعل مکلّف بہ (جس کی تکلیف دی گئی ہو) کے اگرچہ یہ فعل غیر مکلّف فی نفسہ حسن (نیک) ہو۔ یہ مطابقت اوس مخالفت کے قبح کو برطرف نہیں کر سکتی کیونکہ یہ مخالفت ممنوع ہے اور یہ مطابقت مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا ہو) نہیں ہے بلکہ یہ مطابقت بھی بوجہ استلزام مخالفت امر الٰہی کے مذموم ہے۔

**مقدمہ تاسعہ**۔ مدح و ذم و ثواب و عقاب فعل اختیاری پر ہوتا ہے نہ اضطراری پر کیونکہ فعل غیر اختیاری درحقیقت اس کا فعل نہیں۔ پس اسکو کسی جزا و سزا کا دینا غیر مستحق کو دینا ہے فی الواقع مستحق تو وہ شخص ہے جس نے اسکو مضطر کیا۔ **بس میں نے مقدمات کو ختم کیا** پس حسب وعدہ اُن سوالات کے جوابات بحوالہ مقدمات بیان کرتا ہوں۔

**جواب سوال اول**۔ ہم اس شق کو اختیار کرتے ہیں کہ

علم خدا میں گذرا تھا کہ فلاں ظالم فلاں شخص پر یہ ظلم کرے گا۔ لیکن اس سے ظالم کا بے قصور ہونا لازم نہیں آتا۔ اسلئے کہ کسی کے قصوردار ہونے اور بے قصور ہونے کا معیار اوس کا اپنی تکلیف کی مخالفت و عدم مخالفت ہے جیساکہ مقدمہ سادسہ میں گذرا۔ اور بندہ اوامر و نواہی خدا اور رسول کا مکلّف ہے علم خدا کی مطابقت کا مکلف نہیں ہے جیساکہ مقدمہ ثالثہ میں گذرا۔ اور ظلم کا منہی عنہ (وہ شے جسکو خدا و رسول نے منع کیا ہو) ہونا ادلّہ عقلیّہ و نقلیہ سے اس طرح ثابت ہے کہ کوئی اسکا منکر نہیں ہے۔ پس اس نہی الٰہی کی مخالفت (ظلم کرنا) سے جسکا وہ مکلّف ہے سراسر قصوروار ہونا بحکم مقدّمۂ سادسہ ثابت ہوگیا۔ اور علم الٰہی کی مطابقت سے (جس کا وہ مکلّف نہیں ہے جیساکہ مقدمہ ثالثہ میں گذرا) رفع تقصیر نہیں ہوسکتا اسلئے کہ کسی فعل غیر مکلف بہ کے بجالانے سے فعل مکلف بہ کی مخالفت کا الزام اُٹھ نہیں سکتا جیساکہ مقدمہ ثامنہ میں گذرا حالانکہ یہ مطابقت ہی اختیاری نہیں ہے کیونکہ اس کو علم خدا کا علم نہیں ہے جیساکہ مقدمہ سابعہ میں گذرا۔ اور مدح و ذم و ثواب و عقاب فعل اختیاری پر ہوتا ہے۔ نہ اضطراری پر جیساکہ مقدّمہ تاسعہ میں گذرا۔

**جواب سوال دوم** - ہم اس شق کو اختیار کرتے ہیں
کہ بندہ امور تکلیفیہ میں علم خدا کے خلاف عمل کرنے پر قادر ہے
کیونکہ علم خدا بندہ کی قدرت و اختیار کو سلب نہیں کرتا جیساکہ
**مقدمہ خامسہ** میں گذرا - باقی رہا یہ امر کہ اس قدرت میں
باری تعالے کا جہل متصور ہے - پس اسکا جواب یہ ہے کہ محض
قدرت مستلزم جہل نہیں ہے بلکہ اگر واقع بھی کرے جب جہل لازم
آئے گا اور قدرت مستلزم وقوع نہیں ہے - اور دوسرا امر
**تنقیح طلب** اس مقام پر یہ ہے کہ آیا بندہ علم خدا کے خلاف
واقع بھی کرے گا یا نہیں - پس تحقیق یہ ہے کہ واقع نہ کرے گا
اور واقع نہ کرنے پر معاقب و مثاب بھی ہوسکتا ہے اسلئے کہ
واقع نہ کرنا اوس کا فعل اختیاری ہوگا نہ اضطراری - اور فعل
اختیاری موجب استحقاق ثواب و عقاب ہوسکتا ہے جیساکہ
**مقدمہ تاسعہ** میں گذرا - اور اس استحقاق میں سر یہ ہے
کہ چونکہ بندہ سے یہ فعل بوجہ اس اختیار کے جو اوس کو خدا نے
دیا ہے واقع ہونے والا تھا اور خدا کو علم ما کان و ما یکون کا ہے
اسلئے اوسکے علم میں گذرا - ایسا نہیں ہے کہ چونکہ علم خدا میں گذرا تھا
اسلئے اوس سے واقع ہوا جیساکہ مقدمہ سابعہ میں گذرا -

**جواب سوال سوم** - امام حسین نے اگر روز ازل وعدہ کر لیا تھا کہ میں شہید ہونگا تو اوسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ امام حسین نے یہ وعدہ کیا تھا کہ مَیں خود بخود شہید ہوجاؤنگا تا کہ یہ فعل امام حسین کی طرف منسوب کیا جاے اور اونکا قاتل مواخذہ سے بچ رہے بلکہ اوسکے معنی یہ تھے کہ اگر کوئی ظالم بظلم وعدوان مجھے شہید کرے گا اور میری شہادت سے مجھے کوئی فائدہ دینی متصوّر ہوگا تو میں اپنے بچنے کی دعا نہ کرونگا بلکہ راہ خدا میں بطوع ورضا اپنی شہادت گوارا کرونگا مثل اسکے کہ بحکم خدا ورسول مقام جہاد میں جہاد کرنا اور مارا جانا - پس کیا مجاہدین فی سبیل اللہ کی موت حرام ہوتی ہے اور اونکو جہاد کا ثواب نہیں ملتا - اور اُنکے قاتلین کیا معاقب نہونگے جیسا کہ حقتعالے نے مجاہدین کی توصیف اور اوسکے قاتلین کی مذمت فرماتا ہے فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ترجمہ فضیلت دی ہے اللہ نے راہ خدا میں لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کئی درجہ اور دوسرے مقام پر اونکے قاتلین کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِيْمًا ترجمہ - اور جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کرے پس اوسکی جزا

جنہم ہے اوس میں ہمیشہ رہے گا اور اوسپر خدا غضبناک ہوگا اور
اوسپر لعنت کرے گا اور اوسکے لئے عذاب دردناک مہیا کرے گا۔
پس اگر امام حسینؑ اپنی جان بچاتے اور بیعت یزید کر لیتے
تو اُنکے نانا کی امت بادیہ ضلالت میں حیران وسرگشتہ پھرتی۔ راہ حق
ڈھونڈھے سے بھی نہ ملتی اور اگر امام حسین کے فعل سے قطع نظر
کیجائے تو بھی اونکا قاتل کیونکر مواخذہ سے بری ہوسکتا ہے۔ کیونکہ
ہر شخص اپنی اپنی تکلیف کا مکلف ہے۔ خُداوند عالم فرماتا ہے
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ترجمہ ہر نفس کے لئے وہ
شے مفید ہے جو وہ عمل خیر کرے اور وہ شے مضر ہے جو وہ عمل بد کرے۔
پس اگر کوئی شخص بالفرض کسی سے کہے کہ تو مجھے قتل کر تو کیا دوسرے کو
جائز ہوگا کہ وہ اوسے قتل کرڈالے۔ ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ کوئی شخص
اپنے نفس کا ایسا مالک نہیں ہے کہ جس کو چاہے اپنا خون بحل کردے
ورنہ چاہیئے کہ خودکشی کا الزام شرعاً کسی پر نہ ہو۔ حالانکہ ہے اور چاہیئے
تھا کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالنا ممنوع ومنہی عنہ نہوتا۔ حالانکہ ہے جیسا کہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ترجمہ تم لوگ
اپنے نفسوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ بلکہ مالک ہر نفس کا خداوند عالم
ہے اور یہ قانون شرعی مسلمات سے ہے کہ غیر مملوک کا ہبہ صحیح نہیں ہے

اور نہ موہوب لہ (وہ شخص جسکے لئے کسی شے کو ہبہ کریں) مُجاز قبول و تصرف ہے۔

**جواب سوال چہارم** - ہم اس شق کو اختیار کرتے ہیں کہ علم خدا میں گذرا تھا کہ یزید امام حسین کو قتل کرے گا۔ مگر اس سے یزید الزام قتل سے بچ نہیں سکتا اور عقاب اُخری سے محفوظ نہیں رہ سکتا اسلئے کہ عذاب و ثواب کا معیار امور تکلیفیہ کی مخالفت و موافقت ہے جیساکہ مقدمہ سادسہ میں گذرا۔ **پس** یزید آیا علم خدا کی مطابقت کا مکلف تھا یا ان اوامر و نواہی کا جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ نے اپنے مواعظ میں بیان فرمایا۔ پس اگر کہا جائے کہ علم خدا کا مکلف تھا تو ہم کہیں گے کہ یہ غلط ہے بوجوہ ذیل۔

(۱) یہ کہ ہر تکلیف کے لئے مکلف بہ (جس کی تکلیف دیگئی ہو) کا معلوم ہونا ضروری ہے ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آئیگی اور یزید کو علم خدا کا علم نہ تھا کیونکہ یہ انسانی قوت سے باہر ہے۔

(۲) یہ کہ شریعت محمدیہ ظاہریہ ہے اور اُمت محمدیہ شریعت ظاہریہ کی مکلف ہے نہ باطنیہ کی جیساکہ مقدمۂ اولیٰ و ثانیہ میں گذرا اور علم خدا کی مطابقت شریعت ظاہریہ نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اوامر و نواہی الہیہ کا مکلف تھا۔ اور ایک نہی الہٰی وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِيْمًا ترجمہ گذرا۔

## سوال

جب امام حسین کا شہید ہونا علم خدا میں گذرنا مفروض ہے تو وہ شہید ضرور ہوتے پس اگر یزید اونکو شہید نہ کرتا تو کوئی اور شہید کرتا۔ پس ایک امر ضروری کے کرنے میں کیا الزام عائد ہو سکتا ہے۔

## جواب

بہرکیف جو شخص امام حسین کو شہید کرتا اوسی پر الزام قتل ہوتا پس جبکہ یزید نے قتل کیا تو یزید ہی پر الزام رہا اور یہ بیان ہو چکا کہ علم خدا میں گذرنا باعث کسی فعل کا نہیں ہو سکتا تا کہ اوس فعل کا حسن وقبح اوس کے فاعل کی طرف منسوب نہ ہو بلکہ وہ علم باری تعالےٰ کا ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ سابعہ میں گذرا۔

# سوال

جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے امید ہے کہ یزید کی بھی شفاعت فرمائیں۔

# جواب

احادیث کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاتلین حسین کی شفاعت نہ فرمائینگے۔ اور دست غیبی کی تحریر بھی حسب تحریر مورخین اس پر شاہد ہے چنانچہ صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ بروقت مراجعت لشکر یزید از کربلا بسوے شام دیر نصرانی میں دیوار دست غیبی نے قلم فولاد سے تین شعر لکھے۔

## اشعار

(۱) اَتَرجُوا اُمّۃٌ قَتَلَت حُسَینًا — شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَاب

(۲) فَلَا وَاللہِ لَیسَ لَھُم شَفِیعٌ — وَھُم یَومَ القِیٰمَۃِ فِی العَذَاب

(۳) وَھُم قَتَلُوا الحُسَینَ بِحُکمِ جَورٍ — وَخَالَفَ حُکمُھُم حُکمَ الکِتَاب

### ترجمہ

(۱) کیا وہ اُمت جس نے حسین کو قتل کیا بروز قیامت انکے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے۔

(۲) پس خدا کی قسم اُن لوگوں کے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے درانحالیکہ وہ لوگ بروز قیامت عذاب میں ہونگے۔
(۳) درانحالیکہ اونھوں نے حسین کو حکم جور (ظلم) سے قتل کیا۔ اور اون کا حکم۔ قرآن کے حکم کے خلاف واقع ہوا۔

## اور ہاتف غیبی نے اِس طرح ندادی

اَیُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلاً حُسَیْناً اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْکِیْلِ

ترجمہ

اے وہ لوگو جنھوں نے حسین کو نادانی سے قتل کیا تم کو عذاب ورسوائی کی بشارت ہو۔

اور نیز یہ کہ شفاعت حضرت کی خلاف مرضی خدا نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالے آیۃ الکرسی میں فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ترجمہ کون شخص ہے کہ خدا کے نزدیک بدون اوسکی اجازت کے شفاعت کرے۔

اور نیز یہ کہ احادیث میں ہے کہ خداوند عالم قاتل حسینؑ کو کبھی نہ بخشیگا جیسا کہ بحار الانوار سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت موسےٰ نے بندہ اسرائیلی

کی بخشش کی سفارش کی تو جانب رب العزت سے ندا آئی کہ خدا جس کو چاہے گا بخشیگا مگر قاتل حسینؑ کو ہرگز نہ بخشیگا۔

## تمت

پبلشر مصنف رسالہ ہذا۔ ملنے کا پتہ

مولانا سید محمد عوض صاحب قصبہ شکارپور

ضلع بلند شہر

باھتمام سید اکبر علی پرنٹر
برکات اکبر پریس الہ آباد

نزدیک بدوں اوسکی اجازت کے شفاعت کرے۔
اور نیز یہ کہ احادیث میں ہے کہ خداوند عالم
قاتل حسینؑ کو کبھی نہ بخشیگا جیسا کہ بحار الانوار سے منقول
ہے کہ جس وقت حضرت موسے نے بندہ اسرائیلی